قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 29جنوری2020ء | 3جمادی الثانی 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:25

فرمانِ رسول ﷺ

باجماعت نماز کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"نماز باجماعت، نماز تنہا پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے"

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

احبابِ جماعت کو اخلاق حسنہ اپنانے کی تلقین

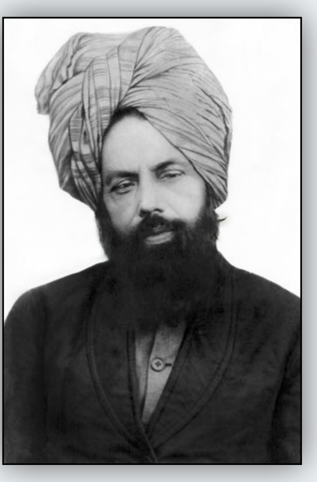

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کرکے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اُس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اُترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔اُس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور اُن کا جز بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھاکر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھاکر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا یعنی وہ نفس نجات پاگیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔"(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔روحانی خزائن جلد17صفحہ14)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾

(الانعام:163)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

بہت دعائیں کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"ہمارا مولیٰ تو ہمارا اللہ ہے۔اور اس پر ہم توکل کرتے ہیں۔ وہی ہمارا معین و مددگار ہے۔اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہمیشہ ہماری مدد کرتا رہے گا اور اپنی حفاظت کے حصار میں ہمیں رکھے گا۔ان لوگوں سے آئندہ بھی کسی قسم کی خیر کی کوئی امید نہیں۔اور نہ کبھی ہم رکھیں گے۔ اس لئے احمدیوں کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔اور دعاؤں کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ

کی دعا بہت پڑھیں۔

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

کی دعا ضرور پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت دعائیں کریں۔"

(خطبہ جمعہ مورخہ 4جون 2010ء)

الفضل کا دیدہ زیب شمارہ

قارئین کی دلچسپی اور الفضل کی ویب سائٹ کو آسانی کے ساتھ دیکھنے کے لئے اب الفضل کے شماروں کو مزید دیدہ زیب اور interactive بنا دیا گیا ہے۔ اب آپ شماروں کو ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد بھی اپنے مطلوبہ مضامین، نظمیں اور آرٹیکلز وغیرہ ویب سائٹ پر بھی ملاحظہ کر سکیں گے۔الفضل کے شمارے کی پہلے صفحہ کی پیشانی (logo)، ہیڈرز (headers) اور آخری صفحہ کی پیشانی (back logo) پر web links دستیاب ہیں۔ ان پر کلک (click) کریں اور ویب سائٹ پر جاکر کئی قسم کی سہولیات سے استفادہ فرمائیں۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

www.alfazlonline.org

info@alfazlonline.org

دربارِ خلافت

دین کی اشاعت اور مال کی قربانی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’دنیا میں انسان ذاتی تسکین کے لئے بھی، ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے بھی مال خرچ کرتا ہے اور کبھی صدقہ و خیرات بھی کر دیتا ہے۔ لیکن آج دنیا میں کوئی ایسا گروہ نہیں ہے، کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کے ممبران اور افراد دنیا کے ہر شہر اور ہر ملک میں ایک مقصد کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر اپنے مال خرچ کرنے کے لئے پیش کر رہے ہوں اور وہ مقصد بھی دین کی اشاعت اور خدمت خلق کا مقصد ہو۔ ہاں صرف ایک جماعت ہے جو یہ کام کر رہی ہے اور وہ وہ جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے قائم فرمایا ہے۔ ... وہ جماعت ہے جو مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کی جماعت ہے جس کے سپرد اسلام کے ساری دنیا میں قیام کا کام ہے جو گزشتہ تقریباً 128 سال سے خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کے لئے اپنا مال قربان کر رہی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس جماعت کو قرآنی تعلیم کی روشنی میں مال کے صحیح مصرف اور مال کی قربانی کا ادراک عطا فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’میں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے‘‘۔ ’’کیونکہ اسلام اِس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے‘‘۔ فرمایا ’’جب یہ حالت ہو گئی ہے تو کیا اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں۔ خداتعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو سلسلے کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے‘‘۔

پھر فرمایا ’’یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا میں ہی اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو‘‘۔

پس آپؑ کے (رفقاء) نے اس بات کو سمجھا اور اپنے مال دینی مقاصد کے لئے پیش کئے جس کا ذکر بھی کئی مواقع پر آپؑ نے فرمایا کہ کس طرح آپؑ کے ماننے والے مالی قربانیوں میں بڑھنے والے ہیں۔ مثلاً منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے جب تحریک ہوئی۔ آپؑ بہت ساری تحریکات فرماتے تھے۔ اشاعت لٹریچر کے لئے اور بعض دوسرے مقاصد کے لئے، اسی طرح منارۃ المسیح کے لئے بھی جب آپؑ نے تحریک کی تو منشی عبدالعزیز صاحبؓ پٹواری نے جو قربانی کی اس کا ذکر کرتے ہوئے بلکہ دو افراد عبدالعزیز صاحبؓ اور شادی خان صاحبؓ کا ذکر فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے جو باقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے رشک ہے۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام ہے۔ ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائیگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہو گا‘‘۔ فرمایا کہ ’’یہ اس لئے زیادہ قابل تعریف ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں بھی ایک سو چندہ دے چکے ہیں‘‘۔ پھر فرمایا کہ ’’دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے میاں شادی خان لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکّل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپے سے زیادہ نہ ہو۔‘‘ فرمایا کہ ’’انہوں نے لکھا ہے کہ کیونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے ہم دینی تجارت کر لیں اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا‘‘۔

(خطبہ جمعہ مورخہ 6 جنوری 2016ء)

سرورِ شانِ رسالت

سرورِ شانِ رسالت منبعِ رُشد و ہُدٰی
کاشفِ اَسرارِ روحانی حقیقتِ آشنا
باعثِ تخلیق حسنِ کائنات و شش جہات
مطلعِ انوارِ وحدت نورِ ذاتِ کبریا
برتر از وہم وگماں بعد از خدا شانِ رسول ﷺ
نازشِ آدم ہوئے خیرالرسل خیرالورٰی
نورونگہت کا مرقّع آپ ﷺ کا عکس حیات
رشکِ مسجودِ ملائک صدرِ بزمِ انبیاء
عاشقِ یارِ ازل ہیں جلوہ پروردگار
رحمۃٌ للعالمین ہیں ہادیٔ ہر دوسَرا
عزّت و تکریم بخشی سیرت و کردار کو
احترامِ آدمیت آپ ﷺ نے زندہ کیا
نازشِ صد آفتابِ منبعِ فیض و کرم
رہنمائے نوعِ انساں یاربُّ الورٰی
چشمۂ نور و ضیاء ہیں حسن میں یکتا مثال
ہے تخیل سے فزوں شانِ محمد مصطفٰے ﷺ
ہو ثنا خواں آپ کا جب خالقِ ارض وسما
نعتِ پیغمبر لکھے کیسے ایازِ بے نوا

مرزا محمد یوسف ایّاز

بلال احمد بھلی

قرآن کی پیشگوئیوں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یہ اعلیٰ ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے

قرآن اور سائنس

قرآن کریم میں بہت ساری ایسی پیشگوئیاں موجود ہیں جو آج کے زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں اور موجودہ سائنسی تحقیقات ان پیشگوئیوں کے پورے ہونے پر گواہی دیتی ہیں۔ لہٰذا اس مضمون میں ان چند پیشگوئیوں کا ذکر کیا جائے گا جو اظھر من الشمس کی طرح پوری ہوئیں۔

عالمگیر ایٹمی تباہی

یہ پیشگوئی اس زمانہ میں کی گئی جب ایٹمی دھماکے کا تصور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ قرآن کریم کی بعض آیات میں بڑی صراحت کے ساتھ ایسے باریک ذرات کا ذکر ملتا ہے جو بے انتہا توانائی کا منبع ہیں گویا کہ اپنے اندر جہنم کی آگ سمیٹے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا الۡحُطَمَۃُ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ اِنَّہَا عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ (الھمزہ:2تا10)

ترجمہ: ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جو کے لئے۔ جس نے مال جمع کیا اور اس کا شمار ہی کرتا رہا۔ وہ گمان کیا کرتا تھا کہ اس کا مال اسے دوام بخش دے گا۔ خبردار! وہ ضرور حطمہ میں گرا دیا جائے گا اور تجھے کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی جو دلوں پر لپکے گی ۔یقیناً وہ ان کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کئے گئے ہیں۔

حطمہ سے مراد وہ مہین اور باریک ترین ذرات ہیں جو ایک نیم روشن کمرے میں سے گزرتی ہوئی روشنی کی شعاع میں تیرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ مستند عربی لغات میں حطمہ کے دو بنیادی معانی پائے جاتے ہیں۔ ایک حطمہ ہے جس کا مطلب کسی چیز کو پیسنا یا ریزہ ریزہ کرنا ہے ۔دوسرا حطمہ جس کے معنے بے حقیقت سے چھوٹے ذرات کے ہیں۔ گویا حطمہ کسی چیز کو اس کے باریک ترین ذرات میں توڑنے کو کہتے ہیں۔

جب سے انسان نے ایٹم کا پوشیدہ راز دریافت کر کے اس میں موجود بے انتہا توانائی سے آگہی حاصل کی ہے یہ بات قابل فہم ہوگئی ہے کہ یہی وہ دور ہے جب باریک ترین ذرات میں چھپی ہوئی آگ باہر نکل کر ہزار ہا مربع میل علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

جب تک سائنسی لحاظ سے یہ معلوم نہ ہو کہ ایٹمی دھماکہ کس طرح ہوتا ہے اور جوہری کمیت میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں قرآن کریم میں مذکور لمبے ستونوں کے معنی مکمل طور پر سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ پھٹنے سے قبل جو ہری کمیت کی کیفیت کو ایٹمی ماہرین اس طرح بیان کرتے ہیں جیسے کوئی چیز اپنے اندر بے انتہا دباؤ کی وجہ سے پھٹ پڑنے والی ہو۔ یہ دباؤ ایٹم کے مرکز کے پھٹنے سے قبل اس کے پھینکنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس عمل میں ایک بڑے ایٹمی وزن والا عنصر کم ایٹمی وزن والے دوعناصر میں تقسیم ہو جاتاہے۔ اس عمل میں ایٹمی وزن کا جو معمولی سا حصہ ضائع ہوتا ہے وہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایٹمی دھماکہ کے وقت گاما ریز نیوٹرانز اور ایکس ریز کی ایک بہت بڑی تعداد خارج ہوتی ہے۔ ایکس ریز درجہ حرارت کو فوری طورپر بے انتہا بڑھا دیتی ہیں۔ نتیجۃً آگ کا ایک بڑا سا گولہ بنتا ہے جو انتہائی گرم ہواؤں کے دوش پر تیزی سے بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی کھمبی نما آگ کی چھتری میلوں دور سے نظر آتی ہے۔

گاما ریز جو اس عمل کے دوران خارج ہوتی ہیں یہ روشنی کی رفتار سے سفر کرتے ہوئے ان گرم لہروں کو مات دے دیتی ہیں۔ یہ بے حد مرتعش ہوتی ہیں اور اسی ارتعاش کی وجہ سے دلوں کی حرکت کو بند کر دیتی ہیں جیسا کہ فرمایا اَلَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ (الھمزہ:8) یعنی جو دلوں پر لپکے گی۔ اس لئے فوری موت ایکس ریز سے پیدا ہونے والی حرارت کی بجائے گاما ریز کی شدید توانائی کے نتیجہ میں واقع ہوتی ہے۔ ایٹم میں دو طرح کے عمل ہوتے ہیں ہائیڈروجن ایٹم میں Fussion Reaction عمل میں آتا ہے اور Uranium میں Fission Reaction عمل میں آتا ہے۔ Fission Reaction میں ایک زنجیر بنتی چلی جاتی ہے۔ جب نیوٹرانز کی بوچھاڑ یورینیم پر کی جاتی ہے تو یہ یورینیم کا ایک ذرہ آگے مزید دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ پھر جب نیوٹرانز ان دو ذروں پر پڑتے ہیں جن کو Daughter Element کہہ سکتے ہیں تو یہ دو Elements مزید چار Elements میں تقسیم ہو جائیں گے۔ جیسے جیسے یہ یورینیم کا element ٹوٹتا چلا جاتا ہے۔ اس سے گاما ریز اور ایکس ریز نکلتی چلی جاتی ہیں او راس کا کچھ حصہ انرجی میں تبدیل ہو جاتا ہے جو Heat کی صورت میں ہوتا ہے یہی آئن سٹائن کا نظریہ ہے کہ E=mc2 کہ آپ mass کو توانائی (Energy)میں تبدیل کر سکتے ہیں جیسا کہ جب یورینیم کے substance مزید ٹوٹتے چلے جاتے ہیں تو توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح ان ذرّات کے ٹوٹنے سے جو عمل وقوع پذیر ہوتا ہے اسے Fission chain reaction کہتے ہیں اور یہ وہی ذرات ہیں جنہیں پہلے حطمہ بتایا گیا ہے۔

دھماکہ کے 37 سیکنڈ کے بعد اس ایٹم کے پھٹنے کے نتیجے میں جو دھواں پیدا ہوتا ہے اس کی اونچائی 3 میل ہوتی ہے اور 10 منٹ بعد اس کے دھواں کی اونچائی 12 میل ہوجاتی ہے۔

اس سے نکلنے والی Heat جسموں کو پگھلا دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ دھماکہ کی جگہ سے 2 میل کے فاصلے پر موجود ہیں تو آپ کے بچنے کے امکانات ہو سکتے ہیں وہ بھی اسی صورت میں کہ آپ کسی تہہ خانہ میں موجود ہوں جو کپڑے آپ نے پہنے ہوں وہ فوراً تبدیل کریں کیونکہ ان میں تابکاری شعائیں داخل ہوئی ہوتی ہیں زیادہ وقت

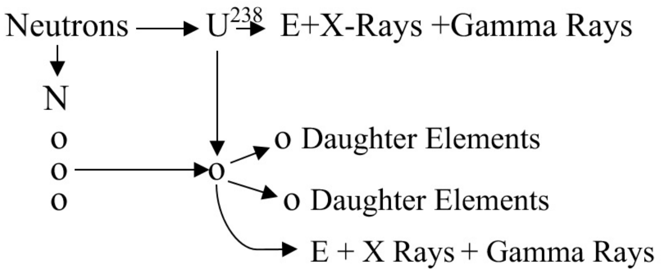

ان حالات میں سونے میں گزاریں ممکن ہے کہ آپ کو بہت تیز بخار ہو جو دوائی پاس ہو استعمال کریں اور باہر ہرگز نہ نکلیں۔ کیونکہ ہوا میں موجود تابکاری مدار آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

وَخَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ترجمہ: اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔

خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے اور اس سے ثابت ہے کہ ہر ایک چیز دوسری چیز کی محتاج ہے سوائے خداتعالیٰ کے۔ ہم باریک ترین نظر سے بھی تحقیق کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ایٹمز بھی آپس میں جوڑے بنا کر رہتے ہیں۔ ایٹمز کا بھی اکیلے رہنا محال ہے انہیں بھی کسی دوسرے ایٹم کے ساتھ تعلق بنانا پڑتا ہے۔ یعنی ایک Bond بنانا پڑتا ہے۔ جس بھی ایٹم کا Velence Shell مکمل نہیں ہو گا یعنی اس میں موجود الیکٹرونز کی تعداد پوری نہیں ہوگی تو وہ ضرور کسی دوسرے ایٹم کے ساتھ جوڑا بنا کر اپنے Velence Shell کو پورا کرے گا۔ کسی بھی ایٹم کے دوسرے دائرے میں یعنی Shell میں 18 الیکٹرونز ہونے چاہئیں اگر کم ہوں تو ضرور اسے کسی دوسرے ایٹم کے ساتھ Bond بنانا پڑتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ ہر چیز خدا تعالیٰ نے جوڑوں کی شکل میں پیدا کی ہے اور اس چیز کو آج سائنس Prove کر رہی ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ بات آج سے 1500 سال پہلے قرآن کریم میں بیان فرمادی۔

Big Bang۔3

Big Bang کا نظریہ قرآن کریم نے سب سے پہلے پیش فرمایا۔

اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا (الانبیاء :30)

کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنھوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا۔

اب یہ ایسی علمی تحقیق کیا کوئی اور مذہب پیش کرتا ہے کہ وہ بات کہ جو آج لوگو ں کے سامنے ظاہر ہوئی خدا تعالیٰ نے 1500 سال پہلے ہی قرآن کریم میں اسے بیان فرمایا ۔

Black Holeبلیک ہول

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔

یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ (الانبیاء:104) جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے دفتر تحریروں کو لپیٹتے ہیں۔ بلیک ہول اس وسیع و عریض مادہ کی منفی شکل ہے جو اپنی ہی کشش ثقل کے دباؤ کے زیر اثر سکڑ کر اپنا مادی وجودکھو بیٹھتا ہے۔ سورج سے تقریباً 15 گنا بڑے ستارے جب اپنا دور حیات ختم کر چکتے ہیں تو اِن سے بلیک ہول کے بننے کا آغاز ہوتا ہے ان ستاروں کی کشش ثقل اِن کے وجود کو سکیڑ کر چھوٹی سی جگہ پر سمیٹ لیتی ہے۔ اس کشش ثقل کی شدت کی وجہ سے مادہ مزید سکڑ کر سپر نووا کی شکل اختیار کر لیتاہے۔ اس کی اندرونی کشش ثقل اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ روشنی بھی اس سے باہر نہیں آسکتی۔

اوپر بیان کردہ آیت میں خداتعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرمایا کہ ایک دن یہ کائنات لپیٹ کر ایک بلیک ہول میں ڈالی جائے گی۔ کیونکہ بلیک ہول سے ہی یہ دنیا نکلی اور قرآن کریم کے مطابق اور جدید سائنسی تحقیقات بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ کائنات ایک بلیک ہول سے ہی نکلی اور اسی میں جائے گی۔ اتنی عظیم خبر خداتعالیٰ نے 1500 سال پہلے بتا دی۔ اب بتلاؤ کہ کیا سوائے قرآن کریم کے کوئی اور کتاب ایسی پیشگوئیاں بیان کرتی ہے؟

قرآن کریم میں اور بھی بہت سارے مضامین بیان فرمائے گئے ہیں جو آج اظھر من الشمس کی طرح لوگوں پر کھلے ہیں۔ اب یہ تمام پیشگوئیاں حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائیں کیا کوئی شخص اتنے 100 سال پہلے کوئی ایسی پیشگوئی کر سکتا تھا جو کئی سو سالوں بعد پوری ہو؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئیاں ایک صادق کو ظاہر کرتی ہیں اور اسی کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی ایک ہے۔

اگر ہم نظر دوڑا کر دیکھیں تو نظر آئے گا کہ ایک انتظام ہے جو چل رہا ہے ہر ایک چیز اپنے دائرے میں حرکت کر رہی ہے۔ جس سے پتا چلا کہ قانون ایک ہے اور اگر قانون ایک ہے تو اس کائنات کا صانع بھی ایک ہی ہے۔ لہٰذا Professor Stephen Hawking کا دہریت والا نظریہ باطل ہوا کہ جو کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے۔

Professor Stephen Hawkingسے یہ سوال ہے کہ Newton کا دوسرا قانون ہے F=ma کہ جس طرف کسی mass پر Force لگائی جائے گی اسی طرف وہ ایکسلریشن Ac-celrationپیدا ہوتاہے۔ تو بتائیں ان سیاروں میں کسی نے کوئی Forceلگائی ہے تو یہ حرکت کررہے ہیں بغیرForce کو In-duceکئے کس طرح ان سیاروں میں یہ حرکت پیدا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی نے اس نظام میں Force لگائی ہے۔ تو یہ نظام رواں دواں ہے۔ بغیر کسی چیز کو force لگائے اسے حرکت میں لانا غیر ممکن ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ہی یہ (Force) اس نظام عالم میں ڈالی۔

قرآن کریم کی ان اعلیٰ پیشگوئیوں کو دیکھ کر یہ بات پتا چلتی ہے کہ ضرور یہ قرآن کریم کسی مدبر ہستی کی طرف سے ہے۔ تو اگر یہ واقعی ایک اعلیٰ ہستی کی طرف سے ہے تو اسی کتاب میں یہ دعویٰ سچا ہے۔ جب دیکھا جارہا ہے کہ اتنی بڑے غیب پر مبنی پیشگوئیاں پوری ہوئیں تو ایک خدا کا دعویٰ بھی اسی قرآن کریم نے کیا جو ہمیں علمی و عقلی تحقیق سے ماننا پڑتا ہے۔ قرآن کریم میں اور بھی بعض امور ہیں جو وقت کے ساتھ لوگوں کے سامنے آتے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پر تدبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

****

صحابہؓ رسولؐ کی اطاعت کے بے نظیر نظارے

ظہیر احمد خان۔لندن

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا (النساء:60)

ترجمہ: اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔اسی طرح اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم حکام سے کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹا دو اور ان کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کرو۔یہ بات بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھی ہے۔

اس آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے اطاعت کی اہمیت بیان فرمائی ہے نیز تین ایسی ہستیوں کا ذکر فرمایاہے جن کی اطاعت مومنین پر واجب قرار دی گئی ہے۔ یعنی خدا،رسول اور اولی الامر۔خدا اور رسول کی اطاعت کا بغیر کسی شرط کے حکم دیا مگر حکام کی اطاعت کے متعلق فرمایا کہ اگر کسی بات میں ان سے اختلاف ہو جائے تو اختلاف کو دور کرنے اور صحیح راہ متعین کرنے کا معیار خدا اور رسولؐ کے احکام ہیں۔ ان احکام کی روشنی میں اگر تم اپنا معاملہ طے کرو گے تو بہتر صورت پیدا ہونے کی ضمانت دی جاتی ہے۔ نیز تم ان برکات اور فیوض کے وارث ہوگے جو اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کسی قوم کو عطا فرماتا ہے۔

قرآن کریم کے اس حکم کی تشریح میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اقوال زریں بیان فرمائے ہیں کہ اطاعت کا مفہوم اور اس کی اہمیت روزِ روشن کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (صحیح بخاری)

کہ مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سننا اور ماننا فرض ہے۔خواہ اسے ان کا کوئی حکم اچھا لگے یا برا لگے سوائے اس کے کہ وہ کسی ایسی بات کا حکم دیں جس میں خدا اور رسولؐ کے کسی حکم کی یا کسی بالا افسر کے حکم کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ اگر وہ ایسی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر اس میں ان کی اطاعت فرض نہیں۔

اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے اطاعت کا اعلیٰ معیار پیش فرمایا ہے۔اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ دو الفاظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مسلمان کا کام صرف ایسی اطاعت نہیں کہ جو حکم اسے پہنچ جائے یا جو حکم اسے پسند آئے اسے بجالائے اور جو کام ناپسند ہو اس سے بچنے کی کوشش کرے بلکہ اطاعت کے واسطے اس کے دل میں ایک شوق اور محبت ہونی چاہئے اور اسے ہر وقت خدا، رسول اور حکام بالا کے احکام پر کان لگائے رکھنے چاہئیں اور ہر پسند و ناپسند حکم پر پوری کوشش کے ساتھ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھانا چاہئے۔ اطاعت کی حقیقت اور اس کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15کالم نمبر2)

اس مضمون کو مزید کھول کر ایک اور جگہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

”بعض الامر کی اطاعت بھی اطاعت نہیں کہلاتی۔ بعض الامر کی اطاعت کے معنی یہ ہیں کہ وہ احکام جو اپنی مرضی کے مطابق ہوں ان پر عمل کرلیا جائے اور باقی کو رد کر دیا جائے۔وہ شخص جو بعض الامر کی اطاعت کرتا ہے اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی پر نہیں بلکہ اپنی مرضی پر چلتا ہے اور اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی پوری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں صرف اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے...پھر یہ امر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ لفظ اَلطَّاعَۃ کے معنے محض فرمانبرداری نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشتِ قلب کے ساتھ کی جائے اور اس میں نفس کی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو۔“ (تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 422-421)

اسلام نے ضابطہ اطاعت میں صرف ایک ہی استثنا رکھا ہے اور وہ یہ کہ امیر کسی ایسی بات کا حکم دے جو خدا اور اس کے رسول یا کسی بالا افسر کے حکم کے صریح خلاف ہو۔ ایسی صورت میں اجازت ہے کہ امیر کے حکم کو نہ مانا جائے بلکہ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے مطابق عمل کیا جائے۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو حاکم مقرر فرمایا تاکہ لوگ اس کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ اس شخص نے ایک موقعہ پر راستہ میں آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ آگ میں کود جائیں۔کچھ ساتھیوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لئے تیار ہوگئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا اگر یہ لوگ آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ ہی آگ میں رہتے۔ امیر کی اطاعت معروف اور جانے پہچانے اچھے امور میں واجب ہے۔ کھلی معصیت والے کاموں میں اطاعت واجب نہیں۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی الطاعۃ)

پس اس استثناء کے علاوہ کہ حکم معصیت اور خدا اور رسولؐ کے احکام کے کھلم کھلا خلاف ہو باقی تمام امور میں امیر کے ہر حکم میں خواہ وہ کچھ ہو اور کیسے ہی حالات میں دیا جائے اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃ کا اٹل قانون چلتا ہے اور ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ امیر کی بات سنے اور مکمل شرح صدر سے پوری کوشش اور دلی خوشی کے ساتھ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی اعلیٰ مثال قائم کرے۔

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام اور امراء کی اطاعت کو اپنی اور خدا تعالیٰ کی اطاعت قرار دے کر ہر قسم کے فرق کو ختم کر دیا اور بتایا کہ خدا اور رسول کے لئے جس قسم کی اطاعت کا تم سے تقاضا کیا جاتا ہے حکام اور امراء کے ہر معروف کام میں اسی قسم کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ يُطِعِ الأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي (مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ)

کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

آپؐ کا یہ ارشاد مبارک دراصل آیت قرآنی مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء 81) کی تفسیر ہے اور یہ اس لئے ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے مبعوث فرمایا اور آپؐ کا ہر قول و فعل خدا تعالیٰ کی رضا اور حکم کے تابع تھا جیسا کہ خود قرآن کریم اس کی گواہی دیتا ہے۔ فرمایا:-

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى (النجم 5,4)

کہ یہ رسولؐ اپنے پاس سے کوئی حکم نہیں دیتا بلکہ یہ تو وہی کچھ کہتا اور کرتا ہے جو اس پر خدا کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔ پس اس کا ہر قول و فعل، امرونہی چونکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے تابع ہے اس لئے اس کی اطاعت یا نافرمانی در اصل خدا کی اطاعت یا نافرمانی ہوگی۔اس طرح جو امیر اور حاکم رسول کے احکامات کے تابع لوگوں کو حکم دے گا تو اس کی اطاعت یا نافرمانی در اصل اس رسول کی اطاعت یا نافرمانی گردانی جائے گی۔

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی امیر یا حاکم ایسا جابر ہو کہ اپنے حقوق توزبردستی لوگوں سے چھین لے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں سستی اور کوتاہی برتے، ایسے امیر کی اطاعت کے بارہ میں کیا حکم ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ہر معاملہ میں اپنی امت کی راہنمائی فرمائی اسی طرح اس آڑے اور مشکل مرحلہ پر بھی آپؐ نے مومنین کو نہایت اعلیٰ اور پُر حکمت تعلیم سے نوازا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اِسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ (صحیح مسلم)

تمہارا کام سننا اور اطاعت کرنا ہے۔ اگر امیر تم پر زیادتی کرتا ہے اور تمہارے حقوق سلب کرتا ہے تو یاد رکھو جو ذمہ داری اس پر ڈالی گئی ہے اس کی باز پرس اس سے ہوگی اور جو ذمہ داریاں تم پر ڈالی گئی ہیں ان کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔ اسی طرح ایک اور جگہ آپؐ نے فرمایا:۔

تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ (صحیح بخاری)

کہ جو حقوق تم پر واجب ہیں وہ تم ادا کرو اور جو تمہارے حقوق امراء کے ذمہ ہیں اگر وہ ادا نہیں کرتے تو تم اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

کیسی پاک اور خوبصورت تعلیم کہ اگر تمہارے حقوق ادا نہیں کئے جاتے تو تم گھبراتے کیوں ہو۔تمہارا ایک اور بھی سہارا ہے جو تمام حاکموں کا حاکم، تمام امراء کا امیر اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ وہ تمہاری حق تلفی نہیں ہونے دے گا بلکہ اگر دنیوی امیر تمہارے حقوق ادا نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ تمہارے حقوق اپنے ہاں سے ادا کر دے گا۔

آئیے اب ذرا عرب کے اس معاشرہ میں چلتے ہیں جو سارے کا سارا جھوٹی عزت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہر طرف غرور و تکبر کے الاؤ روشن ہیں۔ جھوٹے فخر و مباہات کی آگ نے غریب لوگوں خصوصاً غلاموں کو جلا کر رکھ دیا ہے۔ خاندانی حشمت اور ذاتی وجاہت کو بڑی ہی قدرومنزلت سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے مقابل پر غلاموں کو انسان تو در کنار جانوروں سے بھی بد تر خیال کیا جارہا ہے۔ ایسے تاریک اور جہالت سے پُر معاشرہ میں آنحضرت ﷺ مبعوث ہوتے ہیں اور اپنی خداداد تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں اس میں بسنے والے لوگوں کی ایسی کایا پلٹ دیتے ہیں کہ انہیں گوبر کے ڈھیر سے سونے کی ڈلی بنا دیتے ہیں۔ اطاعت امیر کے ضمن میں ایسا انقلاب آفریں ارشاد فرماتے ہیں کہ جس سے ایک طرف تو اطاعت کی روح اور مغز ظاہر و باہر ہو جاتے ہیں تو دوسری طرف عرب کی جھوٹی عزت، غرور، نخوت اور غلامی کی زنجیروں کو جنہوں نے صدیوں سے وہاں کے لوگوں کو اپنا اسیر بنایا ہوا ہے پاش پاش کر دیتے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں:۔

اِسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ (بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ)

اے مومنو! امیر کی بات غور سے سنو اور اس کی اطاعت اپنا شعار بناؤ خواہ ایک حبشی غلام کو ہی تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے۔ جس کا سر انگور کے خشک دانے کی طرح چھوٹا ہو۔

آپ ﷺ کے اس ارشاد میں اطاعت کا ایسا درس دیا گیا ہے کہ جسے قیامت تک امت مسلمہ اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتی رہے گی۔ کیسی خوبصورت تعلیم ہے کہ اگر کوئی امیر ایسا معمولی اور بدصورت غلام ہے کہ جسے تمہاری ظاہری آنکھیں قبول کرنے کو تیار نہیں کیونکہ نہ تو اس کی کوئی ذاتی وجاہت ہے اور نہ ہی کوئی خاندانی جاہ و حشمت پھر بھی چونکہ اسے تمہاری امارت کا مرتبہ سونپا گیا ہے اور امارت کا رتبہ تمام خاندانی و نسلی مراتب سے بڑھ کر ہے اس لئے اس کی اطاعت مکمل دلی خوشی اور

نفس کی مرضی اور پسندیدگی کے ساتھ تم پر واجب ہے۔

اس میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اگروہ شخص جسے تمہارا امیر بنایا گیا ہے تمہارے خیال میں کم عقل اور اس کے احکام جہالت پر مبنی ہوں پھر بھی اگر اس کے احکام معصیت کے دائرے سے باہر ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے احکامات سے نہیں ٹکراتے تو ہر حال میں تم پر اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔

اطاعت نہ کرنے والوں کو آپؐ نے درج ذیل الفاظ میں انذار فرمایا:۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص امام کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خداتعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس اپنے حق میں کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں اطاعت کا جوا نہیں، وہ ضلالت اور گمراہی کی موت مرا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں اسے موت آجاتی ہے تووہ جہالت یعنی گمراہی اور ضلالت کی موت مرا۔
(صحیح مسلم)

اس میں آپؐ نے اطاعت نہ کرنے کے بھیانک انجام کا ذکر کر کے اطاعت کی اہمیت کو مزیدواضح فرمایاہے۔

قرآن کریم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل مخاطبین صحابہ کرامؓ نے اطاعت کے حکم الٰہی اور حکم رسول کو کس نظر سے دیکھا اور کس طرح اس پر عمل کیا اور اطاعت کی کیسی کیسی بے نظیر مثالیں قائم کیں اب وہ پیش کی جائیں گی ۔

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ ۟ وَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ٭۫ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ۔

(البقرۃ:286)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس رسولؐ پر اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر وہ خود بھی ایمان رکھتا ہے اور دوسرے مومن بھی ایمان رکھتے ہیں۔یہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں میں سے ایک دوسرے کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کا حکم سن لیا اور ہم اس کے دل سے فرمانبردار ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

اس آیت قرآنی کا ایک شان نزول جو صحابہ کرامؓ کی بےمثال اطاعت کی عکاسی کرتا ہے احادیث میں یوں بیان ہوا ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھرجسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر ایک چیز پر بڑا قادر ہے۔" تو صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت بڑی سخت محسوس ہوئی۔ چنانچہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ ہمیں ایسے اعمال بجالانے کا مکلّف بنایا گیاہے جن کی ہم طاقت رکھتے ہیں مثلاً نماز، روزے، جہاد اور زکوٰۃ اور اب آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا "کیاتم چاہتے ہو کہ تم بھی ویسے ہی کہو جیسے تم سے پہلے دواہلِ کتاب جماعتوں نے کہا کہ ہم نے سنا اورہم نے نافرمانی کی۔ ایسا نہ کرو بلکہ تم کہو کہ ہم نے سنا اور ہم دل سے اس کے مطیع ہو گئے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم نے لوٹنا ہے۔" چنانچہ صحابہؓ نے اس فقرہ کو اس کثرت سے دہرایا کہ ان کی زبانیں اس سے لبریز ہو گئیں۔

اس حدیث میں صحابہؓ کی اطاعت کے اس پہلو کی جھلک نظر آتی ہے جس کا تعلق قول سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کہو سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا تو انہوں نے اس کثرت سے کہا کہ خدا تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی اور اس نے ان کی اس اطاعت کی برکت انہیں اس طرح عطا فرمائی کہ اس قول کو قرآن کریم میں ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیا۔

عملی اعتبار سے صحابہؓ کی اطاعت کانظارہ کرنے کے لئے آیئے اب ذرا صحابہ کرامؓ کی زندگی میں جھانک کر دیکھتے ہیں۔ اطاعت کا یہ پہلو بسا اوقات، انسان سے ایسی قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حیلوں اور بہانوں سے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر صحابہ رسولؐ کو خدا تعالیٰ نے نبوت کے نور کی وجہ سے ایسا روشن خیال بنا دیا تھا کہ وہ اطاعت کا صحیح مضمون جان گئے تھے اور کسی امر میں حیلوں بہانوں سے اطاعت کرنے سے بچنے کی بجائے حیلوں اور بہانوں سے اطاعت کرنے کی راہیں تلاش کرتے۔ رسول کریمؐ کے احکام کی حکمت اور اس کی غرض معلوم کر نے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کی آواز کو ہی کافی سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپؓ ایک مرتبہ مسجد کی طرف آرہےتھے کہ آپؓ کے کانوں میں آنحضورؐ کی آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ۔ آپ وہیں بیٹھ گئے اور گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف آنے لگے۔ ایک دیکھنے والے نے آپؓ سے کہا کہ آنحضورؐنے تو مسجد میں کھڑے لوگوں کو کہا تھا کہ بیٹھ جاؤ۔ آپؓ کو تو نہیں کیا تھا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر وہاں پہنچتے پہنچتے میری جان نکل جائے تو میں خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا کہ خدا کے رسولؐ کی طرف سے ایک آواز میرے کانوں میں پڑی اور میں نے اس پر عمل نہیں کیا۔

یہ واقعہ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کی عمدہ عملی تفسیر اپنے اندر لئےہوئے ہے۔

حرمت شراب کے وقت صحابہ کرامؓ نے جس بے نظیر اطاعت کا مظاہرہ فرمایا اس سے انسان کی عقل ورطہ حیرت میں پڑھاتی ہے کہ ایسے ملک میں جو شراب نوشی میں ساری دنیا سے بڑھا ہوا تھا اور جس میں شراب کے بھرے ہوئے مٹکوں کے در میان شراب پیتے پیتے آنے والی موت بہترین موت سمجھی جاتی تھی اور جس علاقہ کو شراب کشید کرنے کا موجد اور شراب کی بہترین منڈی گردانا جاتا تھا، ایسابھی ہو سکتا ہے کہ گلی سے ایک شخص کی آواز آنے پر کہ "شراب حرام کی گئی ہے" شراب کے نشہ میں مست لوگ پہلے شراب کے مٹکے توڑیں اور پھر آواز کی صداقت کی تصدیق کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حقیقت یہی ہے۔ جس کا اظہار حضرت انسؓ کی روایت سےہوتاہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ابوطلحہؓ کے مکان پر مجلس شراب لگی ہوئی تھی اور میں شراب پی رہا تھا۔ دَور پر دَور چل رہا تھا۔ نشہ کی وجہ سے لوگوں کے سر جھکنےلگے تھے کہ اتنے میں گلی میں کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا پتہ تو کرو کہ یہ بات درست ہے؟ مگر دوسرے لوگوں نے کہا نہیں پہلے شراب کے بر تن توڑ دو پھر تصدیق کرنا۔ اگر بات غلط ہو ئی تو شراب اور آجائے گی لیکن اگر بات درست ہوئی تو کہیں ہم حکم رسولؐ کے نافرمان نہ قرار پائیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا اور سونٹا مار کر شراب کے مٹکے توڑ دیئے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کو جنگ تبوک میں باوجود استطاعت ہونے کے شمولیت نہ کرنے کی بناء پر جب خدا تعالیٰ کے حکم سے مقاطعہ کی سزا دی گئی تو اس شدید ابتلاء میں آپؓ نے اطاعت کی بے نظیر مثال قائم فرمائی۔

حضرت کعبؓ کے ابتلاء کے دوران جہاں حضرت کعبؓ کی اطاعت اور پختگی ایمان کے نظارے نظر آتے ہیں وہاں دوسرے صحابہؓ جو آپ کے قریبی رشتہ دار تھے ان کی اطاعت کا بھی بہترین نمونہ ہمیں دکھائی دیتا ہے۔چنانچہ حضرت ابوقتادہؓ کا واقعہ اس کا مظہر ہے کہ جب حضرت کعبؓ نے بار بار خدا اور اس کے رسولؐ کا واسطہ دے کر ان سے ہم کلام ہونے کی کوشش کی اور ایک بات دریافت کی تو اطاعت کے اس پتلے نے سوائے اس کے انہیں کوئی جواب نہ دیا کہ خدا اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔

جنگ بدر کے موقعہ پر جب رسول خداؐ نے لوگوں کو جنگ کے لئے بلایا تو حضرت مقداد بن اسودؓ نے صحابہ کی ترجمانی ان الفاظ میں کی۔

یا رسول اللہؐ!اگر جنگ ہوئی تو ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ فَاذۡہَبۡ اَنۡتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوۡنَ بلکہ خدا کی قسم ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور یا رسول اللہؐ دشمن جو آپؐ کو نقصان پہنچانے کے لئے آیا ہے وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یا رسول اللہؐ جنگ تو ایک معمولی بات ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمندر ہے آپؐ ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں کود جاؤہم بلا دریغ سمندر میں کود جائیں گے۔

صحابہ کرامؓ نے صرف ایسا کہا نہیں بلکہ جب جنگیں ہوئیں تو ایسا کر کے دکھایا۔چنانچہ جنگ اُحد کا میدان اس بات کا گواہ ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والے لوگ آپ کے آگے ، پیچھے، دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔اپنے جسموں کے ستر ستر ٹکڑے کروا لئے مگر آنحضور ﷺ تک دشمن کو نہ پہنچنے دیا۔ جنگ حنین میں آنحضور ﷺ کے اس اعلان پر کہ "اے وہ لوگو! جنہوں نے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور اے وہ لوگو! جو سورۃ بقرہ کے زمانہ سے مسلمان ہو خدا کا رسول تمہیں بلاتاہے۔" صحابہؓ نے اپنی بے قابو سواریوں کی گردنیں کاٹ دیں اور بھاگتے ہوئے حضورؐ کے قدموں میں جمع ہو گئے۔

صحابہؓ کی زندگی کے ہر میدان میں بے مثل اطاعت کا نظارہ کر کے شاید ذہن میں یہ خیال آئے کہ یہ ایک سہل امر ہے جو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑنے اس خیال کو ردّ فرمایا اور صحابہ کرامؓ کی اطاعت کی تعریف درج ذیل الفاظ مبارکہ میں فرمائی:۔

"اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔ یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ74)

اس قدر کٹھن اور مشکل کام کے بدلہ میں خدا اور خدا کے رسولؐ نے برکت کے طور پر ان لوگوں کو جس انعام سے نوازا وہ بھی دائمی تھا۔ رسول خداؐنے ان لوگوں کو جنہوں نے ہر مرحلہ پر مطیع حق ہونے کا ثبوت دیا أصحابی کالنُّجُوۡمِ بِأَیِّہِمُ اقۡتَدَیۡتُمُ اِہۡتَدَیۡتُمۡ کے خطاب سے رہتی دنیا تک آنے والے لوگوں کیلئے مطاع حق بنا دیا اور اللہ تعالیٰ نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کا عظیم الشان لقب عطا فرما کر دنیا و آخرت میں اپنی رضا سے ان کی جھولیوں کو بھر دیا۔

صحابہؓ کی یہ قربانیاں اور اطاعت کے یہ مظاہرے دراصل ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور قوت قدسیہ کی بدولت تھے۔ آپؐ نے قدم اٹھایا تو صحابہؓ کے قدم اٹھے۔ آپؐ آگے بڑھے تو صحابہ کو آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیۡ ھٰذِہِ الدُّنۡیَا وَ بَعۡثٍ ثَانٍ

(ماہنامہ خالد مئی ،جون 1993ء)

****

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 18 تا 24 جنوری 2020ء

قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی خدمت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات پر ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور انور کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر آن اپنی امان میں رکھے۔

دوران ہفتہ آسٹریلیا سے آئے واقفین نو کے ایک گروپ نے حضور انور سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں واقع عثمان جو بلاک میں ملنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ سیشن قریباً ایک گھنٹے تک چلا۔ اِس سیشن کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا، جس کے بعد شاملین نے اپنے آقا سے مختلف نوعیت کے سوالات پوچھے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت جوابات عطا فرمائے۔ سیشن کے اختتام پر حضور انور کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بھی ہوا اور بعد ازاں حضور انور نے ازراہ شفقت واقفین نو میں تحائف بھی تقسیم فرمائے۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام آباد میں واقع ایوان مسرور میں بستان وقف نو کلاس میں بھی شرکت فرمائی۔ برطانیہ بھر سے 9 سے 12 سال کے واقفین نو بچوں اور بچیوں نے اس کلاس میں شمولیت اختیار کی اور اپنے آقا سے مختلف سوالات بھی پوچھے۔ ایک بچی نے سوال پوچھا کہ:

Do you ever get worried or stressed and if you do how do you handle it?

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

I pray to Allah so that Allah help me and remove all my difficulties and problems.

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک کے باہر تشریف لا کر مکرمہ امۃ اللطیف نازیہ اہلیہ مکرم ظریف احمد قمر (بیت الفتوح ساؤتھ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات کرکے تعزیت فرمائی۔ نماز جنازہ حاضر کے ساتھ ساتھ حضور انور نے دوران ہفتہ 4 مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

دوران ہفتہ حضور انور نے نماز عشاء کے بعد ایوان مسرور میں تشریف لاکر مکرم رانا خلیق احمد ابن مکرم رانا صادق حسین اور عزیزہ رابعہ نورین کی تقریب ولیمہ میں بھی رونق افروز ہوئے اور دعا کروائی۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح میں ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے مواصلاتی نظام کے تحت پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس خطبہ جمعہ میں بھی حضور انور نے صحابہ کا ذکر جاری رکھا۔

دوران ہفتہ حضور انور نے پانچ روز دفتری ملاقاتیں فرمائیں جن کی تعداد 18 رہی۔ دفتری ملاقاتوں میں متعدد افسران، مبلغین، مربیان سلسلہ، واقفین زندگی و دیگر احباب نے حضور انور سے قیمتی ہدایات موصول کیں۔ اور چھ روز ذاتی ملاقاتیں بھی فرمائیں جن کی تعداد 126 رہی۔ ذاتی ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے احباب کا تعلق مندرجہ ذیل ممالک سے تھا۔

امریکہ، آسٹریا، یوکے، جرمنی، کینیڈا، قطر، فن لینڈ، بیلجیم، انڈیا، مراکش، پاکستان، نائجیریا، چیک ریپبلک، سویڈن، آسٹریلیا

(سعید الدین احمد)

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

حضرت برکت بی بیؓ اہلیہ حضرت میاں فضل محمدؓ

حضرت برکت بی بیؓ کا تعلق دیال گڑھ کے ایک متدیّن گھرانے سے تھا۔ حضرت میاں فضل محمدؓ سے شادی کے بعد ہرسیاں آ گئیں۔ 1895ء میں میاں صاحب کے قبول احمدیت کے ساتھ ہی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت میاں فضل محمدؓ تحریر کرتے ہیں۔

”جب میں بیعت کر کے اپنے گھر پہنچا تو میری بیوی نے پوچھا کہ آپ سودا لینے گئے تھے اور آپ خالی ہاتھ آ رہے ہیں۔ اس پر مجھے خیال گزرا کہ حقیقت حال ظاہر کرنے سے یہ ناراض نہ ہو جائیں مگر میں نے اُن کو سچ سچ کہہ دیا کہ میں قادیان شریف جا کر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر آیا ہوں۔ اس پر انہوں نے کچھ نہ کہا اور کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے اپنا ایک خواب سنایا کہ میں خواب میں حج کو جا رہی ہوں اور بہت سے لوگ حج کو جا رہے ہیں اور وہ ہمارے گاؤں سے مشرق کی طرف ہے جدھر لوگ حج کو جا رہے ہیں۔ جب میں حج کی جگہ پہنچی ہوں تو میں اکیلی ہوں۔ وہاں سیڑھیاں چڑھ کر ایک مکان کی چھت پر جا بیٹھی ہوں۔ وہاں دیکھتی ہوں کہ ایک چھوٹی عمر کا بچہ وہاں بیٹھا ہے اور اس کے اردگرد بہت سی مٹھائی پڑی ہے۔ مجھے اس بچہ کو دیکھ کر اپنا وہ بچہ یاد آ گیا جو کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکا ہے۔ اس پر اس بچہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں بچہ دے گا وہ اچھا ہو گا، نیک ہو گا۔ میرے خیال میں وہ (جگہ) قادیان شریف ہے مجھے قادیان لے چلو۔ چنانچہ میں اُن کو قادیان لے آیا اور بیعت میں داخل کروا دیا الحمدللہ۔ بیعت کرنے کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے کوئی چیز نہیں مانگتی صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ مجھے قادیان جانے سے نہ روکیں۔“

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر41)

عجیب ایمان افروز نظارہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے گھر میں مہدی معہودؑ کی آمد کا تذکرہ رہتا تھا۔ نیک دل شوہر کے زیر اثر خاتون پر بھی سعادت کا رنگ آ گیا تھا۔ اپنے شوہر سے ایسی ہم آہنگی تھی کہ بیعت کی خبر سے مخالفت کا طوفان اُٹھایا نہ صداقت کے دلائل مانگے۔ ایک منادی کی پکار کو سنا اور سر تسلیم خم کر دیا۔ قدرت نے حق کی طرف رہنمائی کے لئے خوابوں کے ذریعہ سامان کیا تھا اور اپنے پیارے مسیح کی طرف آنے کے راستے خود سجھائے تھے۔ پہلی دفعہ جب آپ قادیان پہنچیں تو میاں صاحب سے کہا کہ اب آپ مجھے راستہ نہ بتائیں بلکہ میرے ساتھ ساتھ آئیں اب میں اُس راستے سے جاؤں گی جو خوابوں میں دیکھا کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ خود چلتے چلتے دارالمسیح تک پہنچ گئیں۔ جب پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رُخِ انور پر نگاہ پڑی تو پہچان گئیں کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو خوابوں میں دیکھا کرتی تھی اور فوراً بیعت کر لی اور اُن مؤیدین میں شامل ہو گئیں جن کے بارے میں الہام فرمایا گیا تھا۔

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ

بیعت کے ساتھ ہی قادیان اور اہل قادیان کی محبت دل میں گھر کر گئی اپنے شوہر سے فرمائش کی کہ میں آپ سے کچھ نہیں مانگتی صرف یہ وعدہ کریں کہ مجھے قادیان جانے سے نہیں روکیں گے۔ ہرسیاں سے قادیان کے چکر لگنے لگے، عموماً نماز جمعہ کے لئے قادیان جاتیں۔ آپ کی ایک سہیلی مکرمہ برکت بی بی جس کا تعلق تلونڈی جھنگلاں سے تھا، بھی آپ کے ساتھ اکثر قادیان آتیں۔ ہرسیاں سے قادیان جمعہ پڑھنے کے لئے جانے کا ذکر حضرت منشی سر بلند خانؓ کے بیعت کے واقعہ میں بھی ملتا ہے آپ لکھتے ہیں۔

”میں نے اپنی رہائش موضع شیر پور میں اختیار کر لی۔ ہرسیاں گاؤں ساتھ تھا وہاں مولوی عبد الغفور فاضل مرحوم کے والد میاں فضل محمد رہتے تھے۔ اُن کی صحبت حاصل ہو گئی اور میں نے ان کے ساتھ ہر جمعہ کو قادیان جانا شروع کیا۔“ (تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 341)

دارالمسیح میں قیام

حضرت برکت بی بیؓ قادیان آتیں تو حضرت اماں جانؓ کے پاس ہی قیام ہوتا۔ آپ آتے ہی گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگتیں۔ کھانا پکانے میں کافی مہارت تھی۔ ایک دن آپ کے کھانا پکانے کی داد حضرت مسیح موعودؑ نے بھی دی کھانا پسند فرمایا اور پوچھا۔ ”نصرت آج کھانا کس نے پکایا ہے؟“ آپؑ نے بتایا کہ آپ کی ”نئی مریدنی نے“۔ حضرت اقدسؑ نے از راہ شفقت ارشاد فرمایا کہ: ”اب یہ جب بھی آئیں کھانا یہی پکایا کریں۔“ حضرت اماں جانؓ نے بھی خوب اطاعت کی۔ آپ کے قادیان آنے پر فرماتیں برکت بی بی اب باورچی خانہ سنبھالو۔ اس طرح ان کو ایک نہایت بابرکت خدمت کی توفیق ملی۔

آپ قادیان آتیں تو کئی کئی دن ٹھہر جاتیں۔ یہ گھر ہی ایسا بابرکت تھا کہ واپس جانے کو دل نہ چاہتا۔ اُدھر حضرت اماں جانؓ اس قدر محبت کرنے والی شفیق خاتون تھیں کہ آپ کا دل بھی نہ چاہتا کہ وہ واپس چلی جائیں کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جب میاں صاحب آپ کو لینے کے لئے آتے تو حضرت اماں جانؓ فرماتیں: فضل محمد برکت بی بی کو چند دن اور رہنے دو پھر آ کر لے جانا اور وہ ان دونوں کا پیار دیکھ کر تنہا واپس لوٹ جاتے۔

ایک دلچسپ واقعہ

آپ جب حضرت اقدسؑ کے یہاں تشریف لاتیں تو بڑی بچی رحیم بی بی کو بھی ساتھ لے آتیں۔ ان کے بارے میں مکرمہ اہلیہ مولوی غلام نبی مصری نے ایک دلچسپ واقعہ ان کے بھولپن کی فرمائش کا سنایا۔ جو حضرت اقدسؑ کی بچوں کی دلداری کی خوبصورت مثال بھی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کسی تصنیف میں مصروف تھے۔ بچی حضرت صاحب کو پنکھا کر رہی تھی خدا جانے اس بچی کے دل میں کیا آیا کہ وہ ایک کھڑکی میں چڑھ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی: حضرت جی آپ یہاں آ جائیں تو میں آپ کو پنکھا کروں۔ حضرت اقدسؑ بچی کی دلجوئی کی خاطر اپنا کام چھوڑ کر اُٹھے اور کھڑکی کے پاس تشریف لے آئے۔

Ian Adamson نے اپنی کتاب Mirza Ghulam Ahmad of Qadian کے صفحہ 144 پر اس دلچسپ واقعہ کا یوں ذکر کیا ہے۔

“One of his wife’s friend often stayed with them for a month. Her little daughter occasionally amused herself by coming into his room and fanning him as he worked. One day she found it more interesting to sit by the window. She told him ‘Come and sit over here. It is easier for me’. Ahmad duly got up and sat where she had directed.”

حضرت برکت بی بیؓ تعلیم یافتہ تھیں

رجسٹر روایات میں درج روایات کے مطابق آپ اپنے شوہر کے ساتھ گاؤں کے مرحوم قاضی کے بچوں کو قرآن شریف اور کتابیں پڑھاتی تھیں۔

جلسہ کے مہمانوں کی خدمت

کتنا دلکش و دلفریب وہ زمانہ تھا جب شمع احمدیت کے پروانے جلسہ سالانہ کے لئے قافلوں کی صورت میں دیوانہ وار پیدل چل کر قادیان کو جاتے تھے۔ کبھی ان قافلوں کا پڑاؤ سیکھواں میں حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ کے ہاں ہوتا تو کبھی ہرسیاں میں ٹھہرتے۔ یہ قافلے دن اور رات میں کسی وقت بھی آ جاتے۔ آپ بڑی مستعدی سے مبارک قافلے کے قیام و کھانے کا انتظام کرتیں بلکہ اظہارِ تشکر فرماتیں کہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم اور مسیح پاک کی برکت ہے کہ اُس کے عاشقوں کی خدمت کا موقع ملا۔

قادیان ہجرت کا باعث حضرت برکت بی بیؓ بنیں

آپ نے قادیان کے قریب آنے کی خواہش میں قادیان کے جنوب میں آدھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ننگل باغباناں میں ایک مکان لیا اور بچوں کے ساتھ اُس میں منتقل ہو گئیں۔ قادیان قریب تر ہو گیا مگر اتنی دُوری

بھی گوارا نہ ہوئی اور بالآخر 17-1916ء میں ہجرت کرکے قادیان آ گئے۔ قادیان آکر جس علاقے میں مکان بنوایا وہ بعد میں دارالفضل کہلایا۔ برکت بی بیؓ کا قادیان ہجرت کرنے کا فیصلہ بہت با برکت تھا جس نے آئندہ آنے والی نسلوں کی قسمتوں کے رُخ موڑ دیئے۔ آپ کس قدر مضبوط ایمانی قوت کی مالکہ ہوں گی اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر گھر بار چھوڑ کر اپنے محبوب کی بستی میں دھونی رمائی۔

آپ نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ میں قادیان گئی ہوں چھوٹا سا بچہ میری گود میں ہے۔ لنگر خانہ گئی ہوں اور لنگر خانے والوں سے کہا ہے کہ مجھے کچھ کھانا دیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کہاں سے آئی ہیں۔ میں نے کہادیال گڑھ سے۔ انہوں نے کہا دیال گڑھ والوں کے لئے یہاں کھانا نہیں ہے۔ میں نے کہا کھانا دیں یا نہ دیں میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ میں نے لنگر خانہ میں ایک طرف چارپائی بچھائی اور بچے کو ساتھ لے کر وہاں لیٹ گئی۔

یہ خواب عجیب رنگ میں پورا ہوا۔ جب ہرسیاں کو چھوڑ کر یہ خاندان قادیان کی مقدس بستی میں منتقل ہو گیا تو آپ 1917ء میں ایک بچے کی پیدائش کے بعد بیمار ہو گئیں۔ اسی بیماری میں آپ کا وصال ہوا بچہ پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ کھانے سے مراد زندگی ہوتی ہے۔ قادیان رہائش کے ساتھ دُنیا سے دانہ پانی اُٹھ گیامگر دائمی لنگر خانے میں دوسری زندگی کا آغاز ہوا۔ ماں بچہ دونوں ہی قادیان کی مٹی میں قبر میں لیٹ گئے۔ آپ کی بڑی بیٹی رحیم بی بی روایت کرتی ہیں کہ جب حضرت اماں جانؓ کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔

"فضل محمد چراغ لے کر ڈھونڈیں اب برکت بی بی اُن کو نہیں مل سکے گی۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی دُعاؤں سے نیک اولاد کی نعمت

حضرت میاں فضل محمدؓ نے ایک خواب دیکھا تھا جس سے اُنہیں فکر ہوا کہ عمر کم ہو گی جب وہ خواب حضرت اقدسؑ کو سنایا تو آپؑ نے تعبیر فرمائی کہ اللہ قادر ہے دُگنی کردیا کرتا ہے۔ الٰہی فرستادہ کے مبارک منہ سے ادا ہونے والے الفاظ کی برکت سے ہر نعمت دُگنی ہوتی گئی۔ زندگی کے ہر رُخ پر حضرت اقدسؑ کی دُعائیں برکات کے دروازے کھولے کھڑی تھیں۔ برکت بی بیؓ نے بیعت کے وقت جو خواب دیکھا تھا اُس میں معصوم بچے کی زبان سے نیک اور با عمر لڑکے کی بشارت بھی تھی۔ آپ کے ہاں 2 بیٹیوں کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا مگر کم عمری میں فوت ہوگیا جس کی وجہ سے بہت صدمہ محسوس کیا۔ خادمِ دین بیٹے کی بہت خواہش تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور بیٹا عطا فرمایاجس کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے عبد الغفوررکھا اور بچے کو ایک روپیہ عنایت فرمایا۔ یہ بابرکت بیٹا حضرت ابوالبشارت عبدالغفور سلسلہ احمدیہ کا عظیم مجاہد بنا۔ پھر تیسرا بیٹا 1903ء میں پیدا ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ سے نام تجویز کرنے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے عبد الغفور کی مناسبت سے عبدالرحیم نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بیٹا بھی خادم دین اور درویش قادیان بنا۔ چوتھے بیٹے کی پیدائش سے پہلے برکت بی بیؓ نے جو خواب دیکھا اس میں بیٹے کا نام صالح بتایا گیا تھا۔ اس خواب کے بعد 1906ء میں بیٹاپیدا ہوا تو حضرت میاں فضل محمدؓ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لڑکا عطا فرمایا ہے ازراہِ کرم اس کا نام عطا فرمادیں آپ نے فرمایا غلام محمد رکھ لیں۔ عرض کیا سیّدی! اس کے تایا جان کا نام غلام محمد ہے۔ ارشاد ہوا "صالح محمد" رکھ لیں۔ بچے کا نام رکھانے سے اس چھوٹے سے واقعہ میں کئی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواب میں بیٹے کا وعدہ فرمایا جو پورا ہوا۔ پھر خواب کی بناپر خود ہی نام صالح محمد نہیں رکھ لیا بلکہ دربار مسیحؑ میں گئے وہاں خواب کا ذکر نہیں کیا از خود حضرت مسیح موعودؑ نے وہ نام رکھ دیا جو خواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا۔ سبحان اللہ۔

حضرت اماں جانؓ کا برکت بی بیؓ کے بچوں سے پیار اور شفقت

برکت بی بیؓ حضرت سیّدہؓ کی خدمت میں رہتی تھیں۔ ماں کے ساتھ بچے لگے رہتے تھے اس طرح آپ کے سایۂ عاطفت میں پلے۔ چند واقعات سے باہمی محبت اور قرب کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت اماں جانؓ کی وسیع القلبی اور مرحومہ سے تعلقاتِ محبت نباہنے کا عجیب روح پرور انداز تھا۔ سوچا جائے تو کوئی نسبت ہی نہ تھی کہاں ایک غریب دیہاتی عورت اور کہاں مسیح و مہدیٔ دوراں کی رفیقۂ حیات مگر میل و محبت نے سب فاصلے مٹا دیئے۔ حضرت سیّدہؓ نے ایک مرتبہ آپ کی بیٹی صالحہ بی بی کو بلایا، تیل کی شیشی لائیں اور فرمایا صالحہ آؤ میں تمہارے سر میں تیل لگا دوں میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمہارے سر میں تیل لگا رہی ہوں سوچا اس خواب کو عملی طور پر پورا کر لیں سبحان اللہ کیا نصیبے ہیں۔ یہی بیٹی صالحہ بی بی جوانی میں بیوہ ہو گئیں۔ یہ خبر حضرت اماں جانؓ کو ملی۔ آپؓ بے چین ہو گئیں۔ اُس وقت آپؓ کی طبیعت علیل تھی پھر بھی فوراً اظہار افسوس کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا کسی نے عرض کی کہ آپؓ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بعد میں تشریف لے جائیے مگر آپؓ نے فرمایا: "برکت جو میری عاشق تھی اُس کی بچی بیوہ ہو گئی ہے اس لئے میں ضرور جاؤں گی۔"

دوسری بیٹی احمد بی بی ایک دفعہ بیمار ہو گئیں۔ دل میں حضرت اماں جانؓ کی محبت اس قدر راسخ تھی کہ بیماری میں ایک ہی اصرار تھا کہ اماں جانؓ کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ آپؓ قریب ہی کسی کی تعزیت کے لئے تشریف لائیں۔ اُن کی خدمت میں احمد بی بی کی شدید خواہش کا ذکر کیا گیا۔ آپؓ ازراہِ شفقت گھر تشریف لے آئیں۔ برکت بی بیؓ مرحومہ کی بیٹی کی خواہش پوری کر دی یہ ان کی آخری خواہش ثابت ہوئی کیونکہ اس واقعہ کے بعد وہ وفات پا گئیں۔

حضرت برکت بی بیؓ خاکسار کی دادی جان تھیں۔ میں نے اپنے اباجان سے کچھ ان کا ذکر خیر سنانے کی درخواست کی تو آپ نے اپنی پیار ی ماں کے حوالے سے 2 باتیں سنائیں۔ پہلی دلچسپ بات اباجان کا رشتہ طے کرنے کا سادہ طریق ہے جو دو خاندانوں کی احمدیت سے محبت اور توکل علیٰ اللہ کی ایمان افروز مثال ہے۔ حضرت حکیم اللہ بخشؓ کے ہاں ببےّ ہالی میں بچی پیدا ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ بچی کا رشتہ قادیان میں ہونا چاہئے۔ اپنے دوست میاں فضل محمد کا خیال آیا کہ قادیان میں رہتے ہیں اوراُن کے ہاں بیٹے ہیں۔ مکرم منشی جھنڈے خان کو پیغام دے کر بھیجا کہ فضل محمد سے کہہ دیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹی دی ہے۔ آپ کا بیٹا عبد الرحیم ہمارا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا جزاک اللہ۔ اس طرح یہ رشتہ طے ہو گیا۔ اس مختصر سی بات کو سات آٹھ سال ہو گئے۔ ایک دن آپ کی والدہ محترمہ کو خیال آیا کہ لڑکی دیکھ تو آئیں اور بات پکی کر آئیں چنانچہ ببےّ ہالی تشریف لے گئیں اور آکر بچے کو بتایا بچے! میں تیری شادی کے لئے جس لڑکی کو دیکھ کر آئی ہوں وہ جنت کی حور ہےاور واقعی آپ کا فیصلہ سو فیصد درست نکلا۔ خاکسار کی امیّ جان مکرمہ آمنہ بیگم واقعی "جنت کی حور" ثابت ہوئیں۔

دوسری بات اباجان نے قادیان ہجرت کرنے کے بعد کی بتائی۔ قادیان آکر حضرت فضل محمدؓ نے جس محلے میں مکان بنایا اُس کا نام حضورؓ نے دارالفضل اور مکان کا نام فضل منزل رکھا۔ حضرت اماں جانؓ گھر پہ تشریف لائیں تو فرمایا: برکت بی بی آپ کو مبارک ہو۔ آپ کو زمین بھی مل گئی اور نام بھی آپ کے میاں کے نام پر "دارالفضل" رکھا گیا۔ الحمدللہ۔ اباجان یہ واقعہ مزے لے کر سناتے۔

(حضرت داداجان کی دوسری شادی مکرمہ صوباں بیگم سے ہوئی تھی جن سے ایک بیٹا مکرم عبدالحمید، شاہین سویٹس نیو یارک اور ایک بیٹی مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ عطا ہوئے)

خاکسار کی پھوپھی جان مکرمہ صادقہ بیگم اہلیہ مولوی محمد شریف اپنی والدہ کی یاد میں تحریر کرتی ہیں۔

ایک دفعہ والدہ برکت بی بیؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے گھر میں ٹہل رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور بغل میں سبز رنگ کے کپڑے کا تھان ہے۔ اتنے میں حضرت مولانانورالدینؓ تشریف لے آئے تو حضرت اقدسؑ نے وہ کتاب اور سبز رنگ کے کپڑے کا تھان مولانانورالدینؓ کو دے دیا اور تشریف لے گئے۔ پھر وہیں مولانا نورالدینؓ ٹہلنے لگ گئے کہ اتنے میں میاں محمودؓ تشریف لے آئے تو مولانانورالدینؓ نے وہ کتاب اور سبزرنگ کے کپڑے کا تھان میاں محمودؓ کو دے دیا اور چلے گئے۔ اب مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ یہ خواب والدہ نے حضرت مسیح موعودؑ کو سنائی یا نہیں۔ ہاں یہ یاد ہے کہ والدہ برکت بی بی مرحومہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو یہ خواب سنائی تھی تو حضورؓ نے فرمایا تھا کہ یہ خواب چھپوادیں۔ مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے یہ خواب چھپوائی یا نہیں۔

(الفضل 25۔اگست 2001ء)

فضل و برکت کی اولاد

1۔ مکرمہ رحیم بی بی اہلیہ مکرم ماسٹر عطا محمد پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔ ان کے ایک بیٹے مکرم نور محمد نسیم سیفی واقفِ زندگی مبلغ افریقہ۔ شاعر، ادیب، ایڈیٹر تحریک جدید اور الفضل ربوہ رہے۔ راہ مولیٰ کے اسیر بھی رہے۔

2۔ مکرم مولانا عبد الغفور فاضل ابوالبشارت بحیثیت مبلغ سلسلہ 23 سال خدمت کی توفیق پائی۔ بہت اچھے مقرر تھے۔

3۔ مکرم میاں عبدالرحیم دیانت قادیان میں درویشی کی سعادت پائی۔ ان کے ایک بیٹے مکرم عبدالباسط شاہد واقف زندگی مبلغ سلسلہ ہیں۔

4۔ مکرم مولوی صالح محمد مبلغ سلسلہ۔ افریقہ میں بطور تاجر مبلغ خدمات ادا کیں۔

5۔ مکرمہ صالحہ فاطمہ اہلیہ مکرم غلام محمد

6۔ مکرم محمد عبداللہ قادیان اور ربوہ میں دکاندار تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 9 نومبر 1956 کے خطبہ میں فرمایا: "چوتھا لڑکا (ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا زندہ لڑکوں میں سے چوتھا۔ ناقل) مبلغ تو نہیں لیکن اگر کوئی شخص مرکز میں رہے اور اس کی ترقی کا موجب ہو تو وہ بھی ایک رنگ میں خدمتِ دین ہی کرتا ہے۔

7۔ مکرمہ حلیمہ بیگم اہلیہ مکرم شیخ محمد حسن نے ربوہ اور لندن میں جماعت کی طویل خدمات کی توفیق پائی۔ ان کے بیٹے مکرم محمد اسلم خالد واقف زندگی ہیں۔ (کچھ بچے صغر سنی میں وفات پاگئے)

شکر نعمت کے طور پر یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اس بابرکت جوڑے کو حضرت اقدسؑ کی دُعاؤں کے طفیل خوب پھل لگے۔ عددی پھیلاؤ بھی حاصل ہوا اور آگے نسلوں میں ٹھوس خدمت دین کی سعادت پانے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ ہم اپنے بزرگوں کے احسان مند ہیں جن کی قربانیوں سے ہمیں حقیقی اسلام احمدیت سے وابستگی کی قیمتی دولت ملی۔ بزرگوں کے تذکرہ کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے دُعا نکلتی ہے کہ مولا کریم جس طرح اس جہان میں ان کو اپنے مسیحا کا قرب عطا فرمایا۔ اسی طرح وہاں بھی اپنا اور اپنے پیاروں کا قرب نصیب فرمانا اور تبارک و تعالیٰ ہمیں بھی جماعت سے وابستگی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ڈاکٹر نصیر احمد طاہر نیوپورٹ، ساؤتھ ویلز یوکے

متعدی بیماری کورونا وائرس۔تعارف

دنیا کے متعدی امراض کے چھ وائرس میں ایک کا اضافہ کرتا ہوا کورونا وائرس بہت تیزی سے نقصان کررہا ہے اورقابو سے باہرہوتا جارہا ہے۔ چائنہ کے ایک شہر سے شروع ہونے والا یہ وائرس دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی پہنچ گیا ہے۔ اور حکومتیں سرحدوں پہ معائنے بڑھا رہی ہیں۔

غالب امکان ہے کہ یہ آبی جانوروں سے انسانوں اور جانوروں میں پھیل رہا ہے، یہ سارس سے شروع ہوا ہے۔ اس کے متعلق ابتدائی علامات میں گلے ناک اور پھیپھڑوں کا اوپری حصہ سوزش پکڑتا ہے۔ اور ناک بہنا، چھینکیں، بخار اور سانس کی تنگی سے شروع ہوتا ہے جو عام سردی سے ہونے والے نزلہ زکام بخار کی طرح ہوجاتا ہے مگر یہ اگلے مرحلے میں نمونیہ کی طرف کو چل نکلنے کے علاوہ بہت تیزی سے مریض کو جکڑ لیتا ہے۔ اور شدت اس قدر کہ انسان سے انسان کو منتقل ہونے میں اس کا وائرس بہت تیز ہےاور علاج معالجہ پہ متعین لوگوں کو بھی شکار بنا لیتا ہے۔

ہدایت کی جاتی ہے کہ کسی کی کھانسی اور چھینک سے بچیں۔ جانوروں سے دور رہیں اور ماسک استعمال کریں بار بار صابن سے ہاتھ دھوئیں، آنکھوں اور ناک کو ممکن حد تک ہاتھ نہ لگائیں۔ نزلہ زکام کے شکار فرد سے کافی دور رہیں۔ سفر بھی ممکن حد تک نہ کریں اگر مجبوری ہو تو ماسک اچھا والا پہنیں۔ گرم پانی سے ہاتھ دھوئیں تو بہتر ہے مگر صابن ضرور استعمال کریں۔

خاص طور پہ بازار سے نہ کھائیں، دروازوں، کھڑکیوں اور جہاں جہاں ممکن ہے ہاتھ نہ لگائیں، اور جلد جلد دھوئیں۔ اور بہت خاص کہ گوشت اور انڈے اچھی طرح پکا کر کھائیں۔

زیادہ تر گھریلو جراثیم کش اسپرے فوری طور پر کورونا وائرس کو ہلاک کردیتے ہیں۔ کمرے کا درجہ حرارت 48 گھنٹوں میں کورونا وائرس کو ہلاک کرسکتا ہے۔ قالین / کارپٹ / فرشی دریاں، اس وائرس کیلئے پناہ گاہ ہیں، اور وائرس کم سے کم 7 ہفتوں تک قالین میں زندہ رہ سکتا ہے۔

علامات میں ناک بہنا، کھانسی، گلے کی سوزش اور کبھی کبھی بخار بھی شامل ہے۔ زیادہ تر علامات عام محسوس کی جاسکتی ہیں۔ پہلے پہل تو آپ کو یہ معلوم ہی نہیں ہوگا کہ آپ پر کورونا وائرس کا حملہ ہوا ہے، سردی پیدا کرنے والا کوئی دوسرا وائرس، جیسے رائنو وائرس وغیرہ جیسا ہوتا ہے۔ آپ کے ڈاکٹر آپ کے مرض کے متعلق بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کاعطاکردہ کورونا وائرس بچاؤ کانسخہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن 27 جنوری 2020ء کے شمارہ میں شامل کیاگیاہے۔ اس سے بھی استفادہ فرمائیں۔

DAILY LONDON
AL FAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

لجنہ کالم

سلمیٰ شمس

شادی بیاہ کی بد رسومات سے اجتناب کریں

آج کل کے دور میں ہر شعبہ زندگی میں بد رسومات رواج پا چکی ہیں اور دن بدن ہم اِن بد رسومات کی دلدل میں دھنستے چلے جارہے ہیں۔ حالانکہ اِن بد رسومات کاہماری اسلامی تعلیم سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔شادی بیاہ کے موقعہ پر بے انتہا بدرسومات جڑپکڑتی جارہی ہیں جن کا اسلام میں کوئی وجود نہیں ملتا ۔ مثلاً مہندی کی رسم کرنا، سہرا بندی کرنا، جہیز اور بری کی نمودونمائش،دودھ پلائی ،جوتا چھپائی ، منہ دکھائی اور اِن جیسی بے شار بدرسومات شامل ہیں جن میں پیسہ اور وقت کاضیاع ہوتا ہے۔

ایک غریب آدمی جب یہ رسومات کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ اپنے آپ کو اِس فرسودہ معاشرے کا حصہ ثابت کرنے کے لئے قرض اٹھاتا ہے۔ تاکہ اِن بد رسومات کو ادا کرکے معاشرے کو منہ دکھانے کے قابل ہو سکے اورپھر اس دلدل میں پھنس کر اتنا پیسہ خرچ کر بیٹھتا ہے کہ اپنی باقی ماندہ زندگی قرض اتارنے میں گزاردیتا ہے۔آج ہم ممبراتِ لجنہ اماء اللہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھروں سے ان بدعات اور بد رسومات کا قلع قمع کر دیں۔

یہ بد رسومات اب ہمارے احمدی معاشرے میں بھی سر اُٹھاتی نظر آرہی ہیں۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے خلفاء کرام نے بے شار مواقع پر بدرسومات سے بچنے کیلئے نصائح فرمائی ہیں۔ جن میں سے چند ایک پیشِ خدمت ہیں۔ سب سے پہلے تو جب کوئی احمدیت میں داخل ہوتا ہے تو وہ عہد کرتا ہے یہ کہ اتباع رسم و متابعت ہواوہوس سے باز آجائے گا۔(شرائط بیعت نمبر6 کا پہلا حصہ، مجموعہ اشتہارات)

ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں سید ہوں میری بیٹی کی شادی ہے آپ اس موقعہ پر میری کچھ مدد کریں حضرت خلیفۃ المسیح الاول یوں تو بڑے مخیر تھے مگر طبیعت کا رجحان ہے جو بعض دفعہ کسی خاص پہلو کی طرف ہو جاتا ہے۔آپ نے فرمایا میں تمہاری بیٹی کی شادی کے لئے وہ سارا سامان دینے کیلئے تیار ہوں جو رسول اللہ صلی ا للہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کو دیا تھا۔ وہ یہ سنتے ہی بے اختیار کہنے لگا آپ میری ناک کاٹناچاہتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا۔

''کیا تمہاری ناک محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک سے بڑی ہے۔ تمہاری عزت تو سید ہونے میں ہے۔ پھر اگر اس قدر جہیزدینے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں ہوئی تو تمہاری کس طرح ہوسکتی ہے۔'' (حیات نور صفحہ نمبر 529 ، 530)

اِس سلسلے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

''فضول رسمیں قوم کی گردن میں زنجیریں اور طوق ہوتے ہیں جو اسے ذلت اور ادبار کے گڑھے میں گرادیتے ہیں۔''

(خطبات محمودجلد نمبر3 صفحہ نمبر 275، 276)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''پس ہر احمدی پر، ہر احمدی خاندان ،اور ہر احمدی تنظیم پر یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو رسوم اور بدعتوں سے بچائے رکھے، محفوظ رکھے اوراس بات کی بھی نگرانی کرے کہ کوئی احمدی بھی رسوم ورواج کی پابندی کرنے والا نہ ہو اور بدعات میں پھنسا ہوا نہ ہو۔''

(خطبات ناصر جلد نمبر 1 صفحہ نمبر385)

اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''اگر رسمیں بے ہودہ ہیں اور وہ دجالی ہیں تو آپ چاہے سب کے سامنے کریں چاہے چھپ کر کریں ان کی دجالیت توضرور اپنا زہر ظاہر کرے گی اور آپ کی روحانیت کو ضرور مار دے گی۔''

(خطبہ جمعہ 12نومبر1993ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارے میں مزید فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کیلئے ہر اس چیز سے بچنا ہوگا جو دین میں بُرائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔اس بُرائی کے علاوہ بھی بہت سی بُرائیاں ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں۔اور جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں ۔اس معاشرے میں یہ برائیاں جو ہیں اپنی جڑیں گہری کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح دین میں اور نظام میں ایک بگاڑ پیدا ہورہا ہوتا ہے ۔''

(از مشعل راہ جلد 5 حصہ 3 صفحہ نمبر 153)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اورآپ کے خلفاء کے ارشادت پر عمل کرنے والا بنائے اور ہر قسم کی بُرائیوں سے ہمیشہ بچاتا رہے ۔(آمین)

******

طلوع و غروب آفتاب

29 جنوری 2020ء	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:42	18:08
مدینہ منورہ	05:47	18:04
لندن	05:50	16:47
قادیان	06:00	17:59
ربوہ	05:39	17:39

سینیگال کوب ریجن میں مسجد کی تعمیر اور افتتاح

ظفر اقبال ساہی۔سینیگال

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سینیگال کوب ریجن میں امسال تیسری مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔الحمد للہ علی ذلک۔جاترا گاؤں کی اس مسجد کا سنگ بنیاد مکرم ناصر احمد سدھو امیر سینیگال نے رکھا۔دسمبر 2019ء کے آخری عشرہ میں تکمیل ہوئی۔ اس مسجد کی خاص بات اس کے خوبصورت مِنار ہیں۔اس مسجد کا کل رقبہ دو ایکڑ ہے۔جس میں آموں کے درخت

لگائے گئے ہیں۔مسجد کا مسقف حصہ 104 مربع میٹر ہے۔اس مسجد کی تعمیر میں مستری کے معاوضہ کے علاوہ کوئی مزدوری ادا نہیں کی گئی۔ خدام و انصار نے باری باری وقار عمل کیا۔اور لجنہ اماء اللہ نے دور دراز سے پانی لا کر مہیا کیا۔

الحمد للہ انہوں نے یہ ذمہ داری بہت احسن رنگ میں ادا کی۔غرض یہ کہ اس مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کے ذریعہ سے کثیر رقم کی بچت کی گئی۔

3 جنوری 2020ء کو مکرم زبان بروجا نے مرکزی نمائندہ بروکے جلسہ سالانہ سینیگال 2019ء نے فیتہ کاٹ کر دعا کرواکر مسجد کا رسمی افتتاح کیا۔اس کے بعد مکرم ناصر احمد سدھو امیر جماعت احمدیہ سینیگال نے نماز جمعہ کی امامت کروائی ۔ بعد ازاں مکرم کمال زبان نے احاطہ مسجد میں آم کا پودا لگایا اور دعا کروائی۔ مسجد کے افتتاح میں الجزائر سے پانچ رکنی وفد کے علاوہ جرمنی کے نمائندہ بھی افتتاح کے لئے آنے والے وفد کا حصہ تھے۔

افتتاح کے موقع پر معززین جن میں متعدد گاؤں کے چیف اور امام شامل ہوئے۔مہمانوں نے جماعت کی دینی اور انسانی خدمات کا اعتراف کیا۔ نیز 15 دیہات سے آئے 219 افراد ،معززین اور مرکزی وفد کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔کھانے کے بعد مرکزی مہمانوں نے گاؤں والوں سے تعارف حاصل کیا،بچوں میں ٹافیاں تقسیم کیں اور ان کا حوصلہ بڑھایا، دونوں طرف سے اظہار محبت دیکھنے کے لائق تھا۔ اہل دیہات

مرکزی نمائندہ کو دیکھ کر بہت خوش تھے۔مرکزی وفد کی آمد پر نعرہ ہائے تکبیر سے فضاء گونج اٹھی۔ اور یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی اور لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا بلند آواز میں ورد کیا گیا۔جس پر مرکزی مہمانوں کے تشکر کے جذبات تھے۔

اس مسجد کا افتتاح ایک لحاظ سے ایک چھوٹا سا جلسہ تھا۔جس سے چھوٹے بڑے سب بہت خوش تھے۔بعد ازاں اہل دیہات نے مرکزی مہمانوں کو الوداع کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہدایت اور نور کا سرچشمہ بنادے۔اور مسجد کی اصل رونق نمازیوں سے ہے اللہ اس کو نمازیوں سے بھرا رکھے۔ آمین

******